طالبؓ ہیں تو میں نے کہا کہ حضرت علیؓ سے تو ایک مجہول راوی یہ روایت کرتا ہے جس کو عبد اللہ بن نجی کہا جاتا ہے اور اس سے جابر الجعفی روایت کرتا ہے اور وہ رجعت کا عقیدہ رکھتا تھا۔ یہ کلام جو امام شافعیؒ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

تو امام شافعیؒ کا مرتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ ایسی (بے جوڑ) کلام کریں اس لیے کہ دایہ والی حدیث کو لینے سے القضاء بشاہد و یمین والی حدیث کا لینا بالکل لازم نہیں آتا اس لیے کہ دوسری حدیث یعنی القضاء بشاہد و یمین تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے منافی ہے جبکہ اس کو اموال کے معاملہ میں لیں بخلاف پہلی حدیث کے۔ اس لیے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جو شہادات ذکر کی گئی ہیں وہ دینی معاملات اور سفر میں وصیت اور رجوع کرنا یا جدائی ڈالنا اور صرف زنا سے متعلق ہیں۔ اور بہرحال بچے کا آواز کا نکالنا تا کہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہ پڑھی جائے تو اس کا کوئی ذکر نہیں تو دونوں خبروں کے درمیان فرق واضح ہے۔ پھر عبد اللہ بن نجی الحضرمی کی امام نسائیؒ اور ابن حبانؒ نے توثیق کی ہے اور اس کا باپ حضرت علی کے طہارت خانہ پر مقرر تھا اور بزار نے کہا کہ اس نے بھی اور اس کے باپ نے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سماعت کی ہے۔ اور اس سے کئی آدمیوں نے روایت کی ہے۔ تو وہ بالکل مجہول نہیں ہے نہ ذات کے لحاظ سے اور نہ وصف کے لحاظ سے بلکہ جب بحث کرنے والا اس کے بارہ میں بحث کرے گا تو اس کو مجہول نہیں پائے گا سوائے اس روایت کے جو امام شافعیؒ کی طرف منسوب ہے۔ اور اس روایت کی تفصیل آپ نے معلوم کر لی ہے اور اگر امام شافعیؒ نے ان کے بارہ میں کوئی کلام کیا بھی ہے تو وہ کلام ایسا ہی ہوگا جیسا کہ اہل علم رجال کے بارہ میں کرتے ہیں اور وہ نہیں کہتے کہ بے شک وہ مجہول ہے۔ پھر جابر الجعفی سے شعبہ نے اپنے تشدد کے باوجود روایت لی ہے اور ثوریؒ نے اس کی توثیق کی ہے تو کوئی ملامت نہیں ہے۔ محمد بن الحسنؒ پر کہ اس کے نزدیک اس کا ثقہ ہونا راجح ہے۔ اور اس پر لازم نہیں ہے کہ اس بارہ میں امام ابوحنیفہؒ کے قول کو ہی ضروری سمجھیں جو علل الترمذیؒ میں منقول ہے اس لیے کہ محمد بن الحسنؒ بھی اس کی طرح مجتہد ہیں جو توثیق یا تضعیف کر سکتے ہیں۔ ان دلائل کی وجہ سے جو ان کے سامنے ہوں۔ اور جو حدیث عبد الرزاق نے ثوری۔ جابر۔ ابن نجی کی سند سے نقل کی ہے کہ بے شک حضرت علیؓ نے بچے کی پیدائش کے وقت آواز نکالنے کے متعلق ایک دایہ کی شہادت کو جائز قرار دیا ہے اور اس

کی متابعت کی ہے۔ عطاء بن ابی مروان نے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں' سوید بن عبد العزیز کی روایت میں جو بیہقی میں ہے۔ تو اس روایت کا صرف ابن نجی پر بند کرنا باطل ہوگیا۔ اور سوید اعتبار کے لائق ہے۔ اور حضرت عمرؓ کا دلیہ کی شہادت کو جائز قرار دینے والی روایت عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں نقل کی ہے اور اس کی سند میں الاسلمی امام شافعیؒ کے نزدیک پسندیدہ راوی ہے۔ اور اس مسئلہ میں محمد بن الحسنؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے اختلاف کیا ہے اور ابراہیم النخعی کی اتباع کی ہے جیسا کہ الاثار سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو اس روایت میں اس پر وہ اعتراض وارد نہیں ہوگا اور اس کی دلیل وہ ہے جو پہلے بیان ہو چکی۔ اور اس لیے کہ بے شک محمد بن الحسنؒ نے ان معاملات میں جن میں علم صرف اسی عورت کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ ان میں عورت کا قول قبول کرنے کے مسئلہ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استنباط کیا ہے۔ ولا یحل لھن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامھن کہ عورتوں کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اس چیز کو چھپائیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے رحموں میں پیدا کی ہے۔ اور اس سے دلیل کا طریقہ یہ ہے کہ بچے کا پیدائش کے وقت آواز نکالنا بھی ان چیزوں میں سے ہے جن میں عادتاً عورت حاضر ہوتی ہے' مرد حاضر نہیں ہوتے۔ تو اس کی شہادت کو باطل کرنا منافی ہوگا ان معاملات میں عورت کا قول قبول کرنے میں جن کی پہچان صرف عورت کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ آیت سے یہ مفہوم مستفاد ہے۔ اور بہرحال القضاء بشاہد و یمین والی حدیث کوئی ایسی وارد نہیں ہوئی جو اہل نقد کے ہاں معلل نہ ہو اور مسلم کی حدیث میں انقطاع ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ جس مسئلہ میں اختلاف ہے اس میں اس کی دلالت ظاہر نہیں ہے جیسا کہ اپنے مقام میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ اور اللیث بن سعد نے اپنے رسالہ میں اس بارہ میں امام مالکؒ کی تردید کی ہے۔ جو ابن معین کی تاریخ میں اس سے الدوری کی روایت اس کے جواب سمیت لکھی گئی ہے۔ یہاں تک کہ بے شک یحییٰ اللیثی جو کہ الموطا کے راویوں میں سے ہے اور ابو طاہر الذہلیؒ اور اسماعیل القاضیؒ اور ابوبکر الابہریؒ وغیرہ بڑے بڑے مالکیہ نے اس مسئلہ میں امام مالکؒ سے اختلاف کیا ہے اور کتنے ہی شوافع میں ایسے پائے جاتے ہیں جو مسئلہ میں امام شافعیؒ سے اختلاف کرتے ہیں۔ پس آپ دور حاضر کے قاضیوں سے ہی پوچھ لیں کہ حقوق میں اگر وہ لوگوں کے لیے اسی کے مطابق فیصلہ کریں جس کا وہ مطالبہ کرتے

ہیں جبکہ شہادت کا نصاب مکمل نہ ہو تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ قطع نظر اس واضح ضعف کے جو اس روایت میں ہے جس کے ساتھ وہ شاہد اور یمین کے ساتھ عمل کرنے میں دلیل پکڑتے ہیں۔

پھر خطیبؒ نے باقی وہ باتیں ذکر کیں جو امام شافعیؒ کی طرف منسوب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس سے کہا کہ تو قسامت کے بارہ میں کیا کہتا ہے تو اس نے کہا کہ وہ استفہام ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ۔ وہ استفہام ہے تو کیا اس کے ساتھ فیصلہ نہ کیا جائے گا۔

پھر اس نے کہا کہ پھر رشید نے کہا' یہ کیا ہے؟ مجھے تلوار اور چٹائی دو۔ (تا کہ میں اس محمد کو قتل کر دوں) کیا رشید کا معاملہ اس کے ساتھ اس طرح کا تھا۔ اور اس کلام میں کونسی ایسی بات تھی کہ وہ اس کے لیے تلوار مانگتا ہے اور امام محمد بن الحسنؒ نے تو امام شافعیؒ کو رشید کی تلوار سے چھڑایا تھا جیسا کہ ابن عبد البرؒ کی روایت میں ہے اور یہاں خطیبؒ کی روایت یہ بتا رہی ہے کہ امام محمد کو امام شافعیؒ نے قتل کے لیے پیش کر دیا تھا۔ کیا یہ اس پر کیے گئے احسان کا بدلہ تھا؟ اور امام شافعیؒ سے کہاں یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اس قسم کی نازیبا کاروائی کریں۔ بلکہ خبر ساری کی ساری بار بار جھوٹ ہے۔ اور من گھڑت قصہ ہے۔ اور محمد بن الحسنؒ کی رائے قسامت کے معاملہ میں وہی ہے جو اس کے اصحاب کی ہے اور یہ مقام ان کے دلائل کی وضاحت کرنے کی گنجائش نہیں رکھتا۔ اور خلاصہ یہ ہے کہ جس نے اس طریقہ کے ساتھ یہ مناظرہ گھڑا ہے تو اس نے اپنی نادانی سے امام شافعیؒ کو ہی نقصان پہنچایا ہے جبکہ اس کا ارادہ اس کو نفع دینے کا ہوگا۔ اس لیے کہ بے شک اس نے اپنے تیر کا نشانہ جہالت کی وجہ سے اسی کو بنا لیا۔ (کیونکہ اس واقعہ میں امام شافعیؒ کی احسان فراموشی کا کھلا مظاہرہ ہے)

اور خطیبؒ نے کتنی ہی روایات ایسی نقل کی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بے شک محمد بن الحسنؒ مرجئہ یا جہمیہ یا لوگوں کی زبان پر کذاب تھے اور یہ اس نے ایسی سندوں سے نقل کیا ہے جن میں ایسے تباہ کن راوی ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ تو ہمیں ان روایات کی تفصیل سے رد کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اس اعتراف کے بعد کہ بے شک عبد الرحمٰن بن رستہ متکلم فیہ راوی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اس کے باوجود آپ اس کی مرویات زفرؒ اور محمد بن الحسنؒ وغیرھما کے بارہ میں ابن مھدی سے کرتے ہیں۔

اسماعیل بن عیاش سے کہا گیا کہ یحیٰی بن صالح نے محمد بن الحسنؒ کو سفر میں ساتھی بنایا ہے تو اس نے کہا کہ اگر وہ خنزیر کو ساتھی بنا لیتا تو یہ اس کے لیے بہتر ہوتا۔

اور خطیبؒ کی روایات میں عجائبات میں سے وہ ہے جو اس نے بقیہ تک اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ بے شک اس نے کہا کہ اسماعیل بن عیاش سے کہا گیا' اے ابوعتبہ بے شک کوفہ سے مکہ تک سفر کے لیے یحیٰی بن صالح نے محمد بن الحسنؒ کو ساتھی بنایا ہے۔ تو اس نے کہا کہ اگر وہ خنزیر کو ساتھی بنا لیتا تو اس کی بہ نسبت یہ اس کے لیے بہتر ہوتا۔ تو بقیہ کی عبارت منقطع ہے اور اس کا حال یہ ہے کہ جب وہ سمعت نہیں کہتا تو اس کی روایت سب کے نزدیک رد کی جاتی ہے۔ اس لیے کہ بے شک بقیہ کی روایات صاف ستھری نہیں ہیں۔ اور لوگ ان سے بچتے ہی ہیں۔ اور سند میں جو عبد السلام بن محمد ہے اس کے بارہ میں ابوحاتم نے کہا کہ صدوق ہے مگر یہ لفظ اس کے نزدیک خاص اصطلاح اس راوی کے بارہ میں ہے جس کے معاملہ میں نظر ہو۔ تو وہ مردود الروایہ ہے جبکہ اس کا متابع نہ ہو۔ اور یہاں اس کا کوئی متابع نہیں ہے۔ پھر سلیمان بن عبد الحمید البہرانی مختلف فیہ راوی ہے۔ امام نسائی نے اس کے بارہ میں کہا ہے کہ وہ کذاب ہے ثقہ نہیں ہے۔ اور اسماعیل بن عیاش تو امام محمد بن الحسنؒ کے شیوخ میں سے ہیں' وہ پرہیز گار تھے۔ ان سے تصور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اس جیسی بیہودہ بری بات زبان سے نکالیں۔ خواہ اس نے اپنی کلام میں محمد بن الحسنؒ کو مراد لیا ہو یا یحیٰی بن صالح کو۔ علاوہ اس کے یہ بات بھی ہے کہ یحیٰی بن صالح الوحاظی تو بخاری کے شیوخ میں سے ہیں اور اسماعیل سے تو شیخین نے روایت نہیں لی۔ اور شاید خطیبؒ نے یہ کلام محمد بن الحسنؒ کے مطاعن میں شمار کر کے اس کو یہاں ذکر کر دیا۔ حالانکہ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ یہ یحیٰی بن صالح الوحاظی کے بارہ میں ہے جو بخاری کے شیخ ہیں اور یہ سند اسماعیل بن عیاش الحمصی کے دامن کو اس بیہودہ گوئی سے بری کرتی ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔

الحسن بن زیادؒ اللؤلؤی الانصاری

یہ جلیل القدر اور عظیم الشان محدث تھے۔ ان کی الجرد اور الامالی اور المقالات اور الآثار کتابیں ہیں۔ اس سے ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائینی نے اپنی صحیح المسند میں روایات لی ہیں جس کی تخریج صحیح مسلم کی شرط پر کی گئی ہے۔ اور یہ اس کی توثیق کی دلیل ہے اور الحاکمؒ نے بھی اپنی مستدرک میں روایات لی ہیں جو کہ صحیحین کی شرط کے مطابق

ہے۔ اور یہ بھی اس کی توثیق ہے۔ اور مسلمہ بن قاسم الاندلسی نے الصلہ میں اس کی توثیق کی ہے۔ اور یحیٰی بن آدمؒ نے کہا کہ میں نے حفص بن غیاثؒ کے بعد اس سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ اس نے ابن جریج سے ایسی بارہ ہزار حدیثیں روایت کی ہیں جن کی فقہاء کو ضرورت پیش آتی ہے۔ اور احمد بن عبد الحمید الحارثیؒ نے کہا کہ میں نے الحسنؒ بن زیاد سے زیادہ اچھے اخلاق والا تعلیم دینے میں زیادہ قریب کرنے والا اور پہلو کے لحاظ سے انتہائی نرم کوئی نہیں دیکھا۔ اس نے کہا کہ وہ اپنے غلاموں کو بھی وہی لباس پہناتے تھے جو خود پہنتے تھے۔ اور عبد القادر القرشیؒ نے کہا کہ وہ سنت سے محبت کرنے والا اور اس کی پیروی کرنے والا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے غلاموں کو بھی وہی لباس پہناتا جو خود پہنتا تھا۔ اور اس کی وجہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک کی اتباع تھی کہ تم ان غلاموں کو بھی اپنے جیسا لباس پہناؤ۔ اور جہاں نص موجود ہوتی تو وہاں قیاس میں غور و فکر کرنے سے انکار کرتے تھے جیسا کہ نماز میں آواز کے ساتھ ہنسنے والے کے مسئلہ میں بعض فساویوں کا طریق کار ہے۔ اور جو شخص مرسل روایت کو حجت مانتا ہو وہ تو القہقہہ والی حدیث کو رد کر ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ اس کا ذکر ابن حزم نے کیا ہے۔

اور ابن جریرؒ نے اپنی کتاب اختلاف الفقہاء میں فقہ میں اس کی آراء کا ذکر ائمہ فقہاء کی آراء کے زمرہ میں کیا ہے حالانکہ اس نے امام احمد بن حنبلؒ کی آراء کا ذکر ایک عام فقیہ کے ذکر کی طرح چھوڑ دیا ہے۔ اور اس سے محمد بن شجاع الثلجیؒ نے فقہ حاصل کی اور اس کو امام ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں علم کے سمندروں میں شمار کیا ہے۔ اور اسی طرح اس سے اسحاق بن البہلول تنوخی نے فقہ حاصل کی اور وہ ایسا الحافظ الثقہ ہے جس نے چالیس ہزار احادیث سے زائد زبانی بیان کیں جیسا کہ اس کا ذکر خطیبؒ نے ص ۳۶۷ ج ۶ میں کیا ہے۔ اور ابن شجاع اور ابن البہلول کے علاوہ شعیب بن ایوب اور محمد بن سماعہ اور اسماعیل بن الفزاری اور علی الرازی اور عمرو بن عمیر جو کہ الخصاف کا والد ہے اور الفتح بن عمرو وغیرہم نے اس سے علم حاصل کیا۔ مگر اس کے باوجود آپ دیکھیں گے کہ خطیبؒ نے اس کا ترجمہ بدترین انداز میں کیا ہے۔ ایسی سند کے ساتھ جو وکیع بن الجراح سے ہے اور جس کی سند مرکب ہے۔ بے شک اس نے کہا کہ سنت پر عیب کیوں نہ لگے گا جبکہ الحسن اللولوی اور حماد بن ابی حنیفہؒ جیسے لوگ قاضی ہیں اور اس خبر کا آدھا حصہ دوسرے آدھے کے

جھوٹے ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اس لیے کہ بے شک حماد بن ابی حنیفہ کی وفات ۱۷۶ھ میں ہوئی اور اللولوی اس کے کئی سال بعد ۱۹۴ میں قاضی بنے۔ تو ان دونوں کی قضاء ایک زمانہ میں نہ تھی بلکہ یہ معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ حماد بن ابی حنیفہ قاضی بنے تھے۔ یہاں تک کہ یہ بات کہی جا سکتی، بلکہ الحسن بن زیاد بھی قضاء پر صرف تھوڑی ہی مدت رہے کہ اس کے ساتھ ایک سال کی برکت بھی برباد نہیں ہوتی کیونکہ جلد ہی اس نے قضاء سے استعفا دے دیا تھا۔ پھر اس کا استعفا قبول کر لیا گیا۔

اور اسی طرح خطیب نے عبد المومن بن خلف النسفی عن صالح جزرہ کی سند سے روایت کی ہے کہ بے شک وہ لیس بشئی تھا۔ وہ ہمارے اصحاب کے ہاں اور ان کے ہاں کوئی قابل تعریف نہ تھا۔ وہ بری عادت کے ساتھ متہم تھا اور وہ حدیث میں لیس بشئی تھا۔

اور عبد المومن ایسا آدمی ہے کہ اس کے بارہ میں اس کی تصدیق نہیں کی جا سکتی اس لیے کہ بے شک وہ ظاہری تھا اور اہل قیاس کے خلاف زبان دراز تھا۔ اور جزرہ حدیث میں وسعت علمی کے باوجود بدترین قسم کے ہنسی مذاق میں بدزبان تھا۔ اور ایک آدمی نے دیکھا کہ اس کا ستر کھلا ہوا ہے اس نے جب اس کو توجہ دلائی تو یہ بجائے شرمندہ ہونے اور ستر ڈھانپنے کے اس کو کہتا ہے کہ تیری آنکھیں کبھی خراب نہ ہوں گی۔ اور ایک آدمی نے ایک مرتبہ اس سے ثوری کے بارہ میں پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ کذاب ہے تو پوچھنے والے نے اس کی بات لکھ لی تو اس کے ہم مجلس لوگوں میں سے کسی نے اس کی یہ کاروائی ناپسند کرتے ہوئے کہا کہ تیرے لیے یہ جائز نہیں ہے کیونکہ آدمی اس کو حقیقت سمجھ کر آگے اس کو تیری طرف سے بیان کر دے گا۔ تو اس نے کہا کہ کیا تجھے اس پر تعجب نہیں ہوا کہ وہ میرے جیسے آدمی سے سفیان ثوری جیسے آدمی کے بارہ میں پوچھتا ہے وہ خود اس میں فکر کرے کہ اس کو آگے نقل کرتا ہے یا نہیں۔ جیسا کہ خطیب کی تاریخ ص ۳۲۶ اور ص ۳۲۷ ج ۹ میں ہے۔ تو اس کے جواب سے یہ معلوم ہوا کہ بے شک اس کی بات ائمہ کے بارہ میں قبول نہیں کیونکہ اس کی کلام حقیقت اور مذاق میں رنگی ہوئی ہوتی تھی۔ اور تعجب ان پاک صوفیاء پر ہے جو اس طرح کے بدترین قسم کے قذف والے معاملہ کو معمولی سمجھتے ہیں کہ جس میں حجت کے قائم ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حالانکہ ان کو علم ہے کہ قذف

کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے۔ اور ایسا صرف دین کی کمی اور عقل میں فتور کی وجہ سے ہی ہے۔

امام الحسن پر خطیب" کا طعن کہ وہ امام سے پہلے سر اٹھاتے اور سجدے میں جاتے تھے

اور اسی طرح خطیب" نے ابن رزق۔ وطلح۔ الابار کی سند سے روایت کی ہے کہ بے شک وہ امام سے پہلے سر اٹھاتے اور اس سے پہلے سجدہ میں جاتے تھے۔ اور بے شک ان راویوں کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

دوسرا طعن کہ ان کو ایک آدمی نے دیکھا کہ وہ جماعت میں سجدہ کی حالت میں ایک لڑکے کو بوسے دے رہے تھے

اور اسی طرح اس نے محمد بن العباس الخزاز۔ ابوبکر بن ابی داؤد۔ الحلوانی کی سند سے روایت نقل کی کہ الحلوانی نے کہا کہ میں نے الحسن بن زیاد" اللولوی کو دیکھا کہ وہ ایک لڑکے کو سجدہ کی حالت میں بوسہ دے رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو برباد کرے جس نے مسلمانوں کے اماموں میں سے ایک امام کے بارہ میں یہ افسانہ گھڑا اور یہ صراحت کی کہ بے شک وہ جماعت کے صفوں میں تھا جیسا کہ الرھاوی کی عبارت ہے۔ اور افسانہ گھڑنے والے نے اس بہتان تراشی کے ساتھ اس کے جھوٹ ہونے کی دلیل بھی فراہم کر دی۔ پس شہر اور علاقہ کے بدترین فاسقوں میں سے کون سا فاسق ایسا ہو سکتا ہے جو جامع مسجد میں جماعت کی صفوں میں اس قسم کی کاروائی کرے بغیر اس کے کہ اس کے پاس ہر جانب سے موت آجائے اور جماعت سے ہٹ کر جس نے اس کاروائی کو دیکھ لیا تو وہ اس کا معاملہ قاضی کے حضور پیش کیوں نہیں کرتا؟ اور ایسا کرنے کی بجائے وہ اس طرح غیبت کر کے اس کے خون اور عزت و آبرو میں کتے کی طرح منہ ڈالتا ہے۔

اور محمد بن العباس الخزاز کا ذکر پہلے کئی مرتبہ ہو چکا ہے اور ابن ابی داؤد النسلق (دیوار پھاندنے) کا افسانہ گھڑنے والا ہے۔

ان افسانوں کا الحسن حسن بن زیاد" پر کوئی اثر نہیں پڑتا جبکہ بہتان تراشی حضرت علی

ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ جیسے آدمی پر بھی کی گئی ہے۔

اور بے شک محمد بن العباس کے باپ نے اور ابن صاعد اور ابن جریر نے اس کی تکذیب کی ہے۔ اور ان تینوں حفاظ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے جہاں ہم نے اس کی وضاحت تفصیل سے کی ہے جس کے گرد خباثت جمع ہوتی ہے۔ تو اس کی توثیق صرف وہی کر سکتا ہے جو اس کے حال سے ناواقف ہو یا گمراہی میں گھرا ہوا ہو۔ اور الحلوانی مختلف فیہ راوی ہے اور الخطیبؒ نے تو حیاء کو خیرباد کہہ دیا تھا جب اس نے اپنی کتاب میں اس قسم کی بدترین جھوٹی روایات نقل کیں۔

اور بے شک اس نے اپنی کتاب میں الساجی اور ابن معین اور ابن المدینی اور یعقوب بن سفیان وغیرھم سے بھی الحسن بن زیادؒ کو ضعیف قرار دینے یا اس کی تکذیب کی روایات کی ہیں۔ مگر ان روایات میں محمد بن ابی شیبہ اور محمد بن سعد العوفی اور الادمی اور عبد اللہ البغوی اور عبد اللہ بن جعفر الدراہمی اور دعلج اور الاجری اور العقیلی اور ان جیسے راوی ہیں اور ان کا معاملہ ان صفات کے درمیان گھومتا ہے کہ وہ کذاب اور ضعیف اور مردود القول متعصب اور غفلت کا شکار اور مجسم ایسا متعصب کہ اہل السنہ کے بارہ میں اس کی بات قبول نہیں کی جا سکتی۔ اور جن لوگوں نے الحسن بن زیادؒ کی توثیق کی ہے جس کا ذکر ترجمہ کی ابتداء میں ہوا وہ اس کی توثیق میں ناپسندیدہ نہیں ہیں۔ اور ابن شمیل تو وہ آدمی ہے جس نے ابو حنیفہؒ کی کتابوں کو دھو ڈالا تو الحسن بن زیادؒ کی کتابوں میں اس کا شیطان جو چاہے دیکھے۔

تنبیہ: خطیبؒ کی کتاب میں الحسن بن زیادؒ کے ترجمہ کے دوران حاشیہ میں کسی نے لکھا ہے، جہاں اس کی روایت عاصم۔ زر۔ عن عمر کی سند سے ہے بہشتم تطلیقۃ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حاشیہ لکھنے والا فارسی لغت سے کس قدر ناواقف ہے۔

حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ بہشتم میں تاء کا فتحہ اور باء زائدہ ہے اور اس کا معنی سرحت ہے۔ تو یہاں اسم عدد کا کوئی تعلق ہی نہیں جو کہ ہشتم ہے جو کہ تاء کے ضمہ کے ساتھ ہے جیسا کہ حاشیہ لکھنے والے کو وہم ہوا ہے۔ اور مترس پہلے دو حروف کے فتحہ اور پھر تیسرے حرف کے سکون کے ساتھ ہے جس کا معنی لا تخف ہے کہ خوف نہ کھا تو وہ امان ہوگا۔ اور اگر ہم اس انداز میں ابو حنیفہؒ کے باقی اصحاب کے بارہ میں لکھتے جائیں جن کے بارہ میں خطیبؒ نے لکھا ہے تو ہماری گفتگو طویل ہو جائے گی تو ہم نے بطور نمونہ جو ذکر کر دیا

ہے وہی کافی ہے۔

اور یقیناً قارئین کرام کو اس کتاب کے مندرجات کا علم ہوجانے کے بعد اس بات کا یقین ہوجائے گا کہ بے شک خطیبؒ خواہشات نفسانیہ میں گھرا ہوا ہے۔ ان روایات کو نقل کرنے میں جو اس کے دائیں ہاتھ نے اپنی تاریخ میں لکھی ہیں۔ اور وہ اپنے مخالفین کے بارہ میں اپنے اقوال میں اعتماد کے درجہ سے گرا ہوا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ان ائمہ کی قبروں پر جو اس امت کے چراغ ہیں اپنی رحمت اور رضامندی کی بارشیں برسائے اور جس نے علم اور اخلاق اور دینی خدمت میں ان کے مرتبہ کو نہ جانتے ہوئے نادانی میں ان کے بارہ میں کلام کیا ہے ان سے درگزر کا معاملہ فرمائے۔ اور ان میں سے جس نے خباثت اور فساد نیت کی وجہ سے ان کے بارہ میں طعن کیا ہے تو ان کو ایسا بدلے دے جو بدلہ خبیث مفسدین کے لیے ہو سکتا ہے۔ اور ہمیں اور تمام مسلمانوں کو بخشے اور ہم سے ان کلمات کو قبول فرمائے جو ابو حنیفہؒ اور اس کے اصحاب کے بارہ میں حق کو اس کے نصاب کی طرف لوٹاتے ہیں۔ اور اس کتاب جس کا نام تانیب الخطیبؒ علی ما ساقه فی ترجمة ابی حنیفة من الاکاذیب ہے کی تحریر سے فراغت اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ گیارہ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ عصر کے وقت ہوئی۔ پھر میں نے اپنی تحریر پر نظر ثانی کی اور اس میں کچھ کمی بیشی کی۔ پھر اس کے ساتھ خاتمہ لگایا اور اس تمام کام سے فراغت اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ ۷ شعبان المعظم ۱۳۶۰ھ میں قاہرہ شہر میں العباسیہ محلہ میں اپنے گھر میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس کو فتنوں سے بچائے اور تمام آزمائشوں سے محفوظ رکھے اور میں بارگاہ الٰہی کا فقیر محمد زاہد بن الحسن بن علی الکوثری اصطنبول میں علم کا سابق خادم ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سے اور ہمارے آباؤ اجداد سے اور ہماری ماؤں اور ہمارے مشائخ اور تمام مسلمانوں سے درگزر کا معاملہ فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سید الخلق محمد و اله وصحبه اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تانیب الخطیبؒ کے ترجمہ سے فراغت بحمد اللہ تعالیٰ
۲۱ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ بروز پیر بعد از نماز عصر ہوئی
احقر عبد القدوس قارن

میرے اساتذہ کرام ادام اللہ فیوضہم

احقر نے اس کتاب کا انتساب اپنے تمام اساتذہ کرام کی طرف کیا ہے، تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اساتذہ کرام کے نام اور ان سے حاصل کیے گیے علوم کا ذکر کر دیا جائے۔ ابتدائی دور میں گکھڑ حفظ و ناظرہ کے شعبہ میں وقتاً فوقتاً اساتذہ بدلتے رہے ان میں سے جو احقر کو یاد ہیں۔ ان کا ذکر کیا گیا ہے، نیز بعض کتابیں حضرت والد صاحب دام مجدہم کے حکم کیمطابق دو دو بار پڑھی ہیں اس لیے وہ دو دو بار ہی لکھی گئی ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دام مجدہم

ترجمہ و تفسیر قرآن کریم مکمل، بخاری شریف مکمل، ترمذی شریف از اول تا کتاب البیوع، شرح نخبۃ الفکر، شرح عقائد، خیالی، سراجی، ہدایۃ النحو، شرح تہذیب، اصول الشاشی، نفحۃ العرب، نور الایضاح، علم الصیغہ، میزان الصرف، تعریف الاشیاء، دستور المبتدی

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبد الحمید دام مجدہم

مسلم شریف مکمل، ترمذی شریف از کتاب البیوع تا آخر، شمائل ترمذی، نسائی شریف، ابن ماجہ، حجۃ اللہ البالغہ، دیوان حماسہ مقامات حریری، مقامات ہمدانی، کلیلہ و دمنہ، القراۃ الرشیدہ مکمل چار حصے، مبادی القراۃ الرشیدہ و حت، گلستان سعدی، ایساغوجی

جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا عبد القیوم ہزاروی دام مجدہم

ابوداؤد شریف مکمل، طحاوی شریف، موطا امام مالک، موطا امام محمد، مشکوۃ شریف اول، ہدایہ مکمل چار حصے، بیضاوی شریف، مطول، مختصر المعانی، حسامی، مسلم الثبوت، توضیح و تلویح، رشیدیہ، قاضی مبارک، اور فاضل عربی امتحان کے لیے کچھ حصہ صدرا شمس البازغہ اور المحیط الدائرہ۔

ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن دام مجدہم

ہدایہ اول، قطبی، ملا حسن، میبذی، شرح مائۃ عامل، نظم مائۃ عامل، کافیہ، شرح ملا جامی، دیوان متنبی، زرادی، مراح الارواح صغری و کبری، مرقات، بوستان۔

حضرت مولانا مفتی جمال احمد دام مجدہم

نفحۃ العرب، شرح تہذیب، قدوری

حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ دام مجدہم

مشکوٰۃ شریف ثانی، مختصر المعانی، شافیہ

حضرت مولانا محمد یوسف کشمیری دام مجدہم

جلالین شریف مکمل، کنز الدقائق، فصول اکبری، نفحۃ الیمن، سبعہ معلقہ

حضرت مولانا عبد العزیز دام مجدہم (فاضل دیوبند)

شرح وقایہ اولین، اصول الشاشی، نور الانوار، قانونچہ کامری۔

حضرت مولانا غلام علی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ قرآن کریم، ریاض الصالحین، نحو میر، قانونچہ کھیوالی، کریما، نام حق، فارسی کا آسان قاعدہ، مالا بد منہ، مفید الطالبین

حضرت مولانا قاری عبد الحلیم دام مجدہم

المقدمۃ الجزریہ، فوائد مکیہ، ہدیۃ الوحید، جمال القرآن، معلم التجوید، حدر مکمل قرآن کریم اور مشق مختلف رکعات بروایت حفص

حضرت قاری محمد انور دام مجدہم

قرآن کریم حفظ مکمل، حضرت قاری صاحب کے گھر تشریف لانے سے پہلے چند پارے یاد کیے ہوئے تھے، مگر حضرت نے دوبارہ ابتداء سے شروع کرایا۔

حضرت قاری اعزاز الحق رحمۃ اللہ علیہ

آخری دو پارے حفظ

حضرت قاری محمد اشرف لائل پوری

ناظرہ قرآن مجید، قاعدہ مکمل

حضرت قاری غلام مصطفےٰ ظہیر امن آبادی (مرحوم)

قاعدہ چند تختیاں

میاں محمد اسلم (مرحوم) یسرنا القرآن مکمل

حضرت مولانا محمد یحییٰ محسن زید مجدہ (حال خطیب نارووال)

قاعدہ کی پہلی تختی۔ یہ گکھڑ حضرت والد صاحب دام مجدہم سے پڑھتے تھے تو اس دوران انہوں نے مجھے قاعدہ کی پہلی تختی پڑھائی۔

محترمہ والدہ (مرحومہ)

ناظرہ قرآن کریم کی کئی دفعہ دہرائی اور حضرت قاری محمد انور صاحب کے گکھڑ تشریف لانے سے پہلے سورۃ ق تا آخر محترمہ والدہ مرحومہ سے حفظ کر چکا تھا۔ پھر حفظ کے بعد اور حفظ کے دوران کئی دفعہ مکمل منزل بھی سنائی۔

سکول کی تعلیم

محترم جناب ماسٹر عبد الکریم صاحب مرحوم، ماسٹر بشیر احمد صاحب مرحوم، ماسٹر محمد عالم صاحب آف کوٹ عنایت خان ماسٹر محمد حسین صاحب، ماسٹر احمد دین صاحب مرحوم سے حاصل کی اور میٹرک کے امتحان کے لیے چند اسباق انگریزی کے جناب ماسٹر منصور احمد صاحب حال مدرس تعلیم الاطفال شعبہ مڈل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ سے پڑھے۔

پھر ایف اے کی تیاری کی اور محکمہ نہر کے ایک آفیسر (نام اس وقت ذہن میں نہیں) جو کہ انگلش میں کافی مہارت رکھتے تھے، ان سے انگلش کی تیاری کی، ایف اے کا امتحان شروع ہوا اس دوران محترمہ والدہ صاحبہ تشریف لائیں تو مجھے فرمانے لگیں، قاری تو بھی حافظ محمود اور حافظ محمد شریف کیطرح کالج اور یونیورسٹی کی طرف دھیان کرنے لگا ہے (یہ دونوں میرے حفظ کے ساتھی ہیں اور ———— بچپن میں ہمارے گھر آتے جاتے تھے۔ ان دونوں حضرات نے کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم میں ماشاء اللہ اپنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائے) میں تو تجھے مسجد اور مدرسہ کے ماحول میں ہی دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں نے کہا امی دعا کریں میں ایف اے میں کامیاب ہو جاؤں تو کہنے لگیں، میں تو کہتی ہوں کہ تو نہ ہی کامیاب ہو، تاکہ تیری توجہ دوسری طرف نہ ہو جائے، میں امتحان میں مناسب تیاری سے شریک ہوا۔ اتفاق کی بات کہ ایک دن کسی ضروری کام سے لاہور گیا، خیال تھا کہ پرچہ شروع ہونے سے پہلے واپس پہنچ جاؤں گا۔ مگر واپسی پر گاڑی ایسی جگہ پر خراب ہو گئی کہ متبادل سواری کا ملنا بھی مشکل ہو گیا۔ اس طرح وہ پرچہ نہ دے سکا۔ اور مزید ایک پرچہ میں کمپارٹ آگئی بعد میں مصروفیت زیادہ ہونے کی وجہ سے امتحان نہ دے سکا۔ میرا یقین ہے کہ اس ناکامی کے اسباب محترمہ والدہ صاحبہ کے اس بات

کو پسند نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتے۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمائی اور اُسی سال سے مجھے حدیث کے اسباق پڑھانے کا موقع مل گیا۔ اور محترمہ والدہ صاحبہ نے اس پر خوش ہو کر نہ جانے کس قدر دُعاؤں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے آمین۔

قلبی صفائی کے لیے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان سے اسباق لیتا رہا۔ حضرت کی وفات کے بعد کئی دفعہ استخارے کرنے کے بعد منامی اشارات کے پیش نظر حضرت والد صاحب دام مجدہم کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ان ہی کے بتائے ہوئے وظائف پورے کرنے کی کوشش ہوتی ہے

یہ اساتذہ کرام تو مجھے یاد ہیں ان کے علاوہ بھی جس سے ایک جملہ بھی پڑھا ہے، وہ میرے اساتذہ میں شامل ہے اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے جو فوت ہو چکے ہیں، اُن کے درجات بلند فرمائے اور جو زندہ ہیں اُن کا سایہ صحت وعافیت کے ساتھ تادیر سلامت باکرامت فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

احقر عبد القدوس قارن

مشہور غیر مقلد مولانا ارشاد الحق اثری صاحب

کا

مجذوبانہ واویلا

بجواب

مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینہ میں

از قلم عبدالقدوس قارن مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

کچھ عرصہ سے بعض حضرات بے جا گمراہ کن پروپیگنڈہ میں مصروف ہیں کہ مولانا صفدر صاحب کی کتابوں میں تعارض ہے، مولانا صفدر صاحب نے اصول حدیث کی اصطلاحات غلط بیان کی ہیں۔ مولانا صفدر صاحب کسی جگہ ایک راوی کو ضعیف کہتے ہیں اور دوسری جگہ اس سے استدلال کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان ہی حضرات کی نمائندگی کرتے ہوئے مولانا ارشاد الحق اثری صاحب نے ایک کتاب لکھی جس کا نام انہوں نے "مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینہ میں" رکھا ہے۔ اثری صاحب کی کتاب میں مندرجہ اعتراضات کا مدلل جواب اس کتاب میں دیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ یہ پروپیگنڈہ مخالف طبقہ کی بوکھلاہٹ اور فن حدیث سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے حقیقت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ **قیمت: ساٹھ روپے**

ناشر: مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

درس نظامی میں شامل فن مناظرہ کی مشہور کتاب "رشیدیہ" کا اردو ترجمہ و ضروری تشریح

"حمیدیہ"

از قلم: حافظ عبدالقدوس خان قارن ○ ناشر: مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

بخاری شریف

غیر مقلدین کی نظر میں

قیمت ۱۸۔۰۰

علامہ ابن القیم الجوزیؒ کی مشہور کتاب

حَادِی الأَرْوَاح اِلٰی بِلَادِ الأَفْرَاح کا اردو ترجمہ

جنت کے نظارے

مترجم: حافظ عبدالقدوس خان قارن — مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

- یہ وہ کتاب ہے جس میں علامہ ابن القیمؒ نے جنت اور اس کی نعمتوں کے بارہ میں قرآنی آیات اور بیشمار احادیث پر مشتمل [illegible] جمع فرمایا ہے۔
- اس کتاب کے اقتباسات علماء کرام اور مبلغ صاحب حضرات کو پیش کرتے رہتے ہیں جن سے جنت کی تفصیل [illegible] سامنے آتی ہے۔
- اس کتاب کے مطالعہ سے جنت حاصل کرنے کا شوق اور جہنم سے بچنے کا فطری شعور اجاگر ہوتا ہے۔
- یہ کتاب دنیا کی مادی اور فانی نعمتوں میں منہمک لوگوں کو اصل اور حقیقی نعمتیں یاد دلانے کا بہترین ذریعہ ہے
- قرآنی آیات اور اکثر احادیث کا اصل متن اور نمایاں ترجمہ اور وضاحت طلب عبارات کی بریکٹ میں تشریح۔
- اصل کتاب کی عبارات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کی عبارت میں تسلسل۔
- اصل کتاب میں جو حدیث کی کتابوں کے اکثر مع صفحات حوالہ جات۔

۱۸۰ روپے

احسن الکلام

فی

ترک القرأۃ خلف الامام

مصنفہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

اس کتاب

میں قرآن کریم، صحیح احادیث، آثار صحابہ اور اقوال سلف
صالحین سے ثابت کیا گیا ہے کہ مقتدی کیلئے قرآن کریم کے کسی حصہ (فاتحہ وغیرھا) کی
قرأت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں
کافی عرصہ کے بعد دوبارہ شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہے

مکتبہ صفدریہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ کی مطبوعات

خزائن السنن تقریر ترمذی طبع سوم ۵۷۵/- روپے	احسن الکلام مسئلہ فاتحہ خلف الامام کی مدلل بحث طبع پنجم ۱۵۰/- روپے	تسکین الصدور مسئلہ حیات النبی پر مدلل بحث طبع ششم ۱۱۰/- روپے	الکلام المفید مسئلہ تقلید پر مدلل بحث طبع چہارم ۹۵/-	ازالۃ الریب مسئلہ علم غیب پر مدلل بحث طبع پنجم ۱۳۵ روپے
راہِ سنت ردّ بدعات پر لاجواب کتاب ۸۰/- روپے	مقام ابی حنیفہ طبع پنجم ۷۰/- روپے	سماع الموتیٰ طبع پنجم ۵۵/- روپے	طائفہ منصورہ نجات پانے والے گروہ کی علامت	ارشاد الشیعہ شیعہ نظریات کا مدلل جواب ۴۸/- روپے
آنکھوں کی ٹھنڈک مسئلہ حاضر و ناظر پر مدلل بحث ۵۸/- روپے	عبارات اکابر اکابر علماء دیوبند کی عبارات پر اعتراضات کے جوابات ۴۸ روپے	صرف ایک اسلام	گلدستہ توحید مسئلہ توحید کی وضاحت ۳۰/- روپے	دل کا سرور مسئلہ مختار کل کی مدلل بحث ۳۲/- روپے
درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ ۱۲/- روپے	آئینہ محمدی سیرت پر مختصر رسالہ ۸/- روپے	تبلیغ اسلام ضروریاتِ دین کی مختصر بحث ۱۹/- روپے	چراغ کی روشنی معراج النبی کے بارہ میں قادیانی وغیرہ کے اعتراضات کے جوابات ۱۵/- روپے	مسئلہ قربانی قربانی کی فضیلت اور ایام قربانی پر مدلل بحث ۱۵/- روپے
عیسائیت کا پس منظر عیسائیوں کے عقائد کا ردّ	مقالہ ختم نبوت قرآن و سنت کی روشنی میں ۱۲/- روپے	بانی دار العلوم دیوبند مولانا محمد قاسم دیوبندی کے حالات زندگی اور ان پر اعتراضات کے جوابات ۱۲ روپے	راہِ ہدایت کرامات و معجزات کے بارہ میں صحیح عقیدہ کی وضاحت ۴۰/- روپے	تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین
احسان الباری بخاری شریف کی ابتدائی ابحاث ۳۰/-	تفریح الخواطر بجواب تنویر الخواطر	اتمام البرہان ردّ توضیح البیان	حلیۃ المسلمین داڑھی کا مسئلہ ۱۲/- روپے	شوق جہاد ۸/- روپے
ینابیع غیر مقلد عالم مولانا غلام رسول کے رسالہ تراویح کا اردو ترجمہ ۳۰/- روپے	الکلام الحاوی سادات کیلیے زکوٰۃ وغیرہ لینے کی مدلل بحث ۳۰/- روپے	ملا علی قاری اور مسئلہ علم غیب و حاضر و ناظر ۸/- روپے	المسلک المنصور	الشہاب المبین بجواب الشہاب الثاقب
شوقِ حدیث حجیت حدیث پر مدلل بحث	انکارِ حدیث کے نتائج منکرین حدیث کا ردّ	مودودی صاحب کا غلط فتویٰ ۸/- روپے	چالیس دعائیں ۱۰/- روپے	اخفاء الذکر ذکر آہستہ کرنا چاہیے ۱۸/- روپے
حکم الذکر بالجہر ۴۸/- روپے	باب جنت بجواب راہ جنت	اظہار الغیب بجواب اثبات علم الغیب	اطیب الکلام ملخص احسن الکلام ۱۵/- روپے	چہل مسئلہ حضرات بریلویہ ۸/- روپے
حمیدیہ فن مناظرہ کی کتاب رشیدیہ کا اردو ترجمہ ۴۸/- روپے	توضیح المرام فی نزول مسیح علیہ السلام ۲۰/- روپے	مرزائی کا جنازہ اور مسلمان ۵/- روپے	مولانا ارشاد الحق اثری کا مجذوبانہ واویلا ۶۰/- روپے	جنت کے نظارے علامہ ابن القیم کی کتاب حادی الارواح کا اردو ترجمہ